تبصرہ

مکتوباتِ رئیس الاحرار (سیاسی)

مولف : ابوسلمان شاہجہان پوری

ناشر : ماڈرن پبلشرز - ۸۶ گول اپیرلس مارکیٹ صدر کراچی

صفحات : ۳۲۰

قیمت : اڑتیس روپے

مولانا محمد علی جوہر سے کون واقف نہیں - وہ ایک شاعر اور ادیب و انشاپرداز کی حیثیت سے تو یقیناً اردو ادب کا سرمایۂ افتخار ہیں - صحافی کی حیثیت سے ان کے کارنامے اردو اور انگریزی میں ہیں لیکن ایک مدبّر اور سیاست دان اور آزادی کے مجاہد کی حیثیت سے وہ پورے برصغیر پاک و ہند کا مشترک قیمتی سرمایہ ہیں - ۱۹۱۱ء سے ۱۹۳۰ء تک وہ صحافت اور سیاست کی صف اول میں رہے اور ایثار و آزمائش کے ہر مرحلے سے کامیاب اور سُرخ رو گزرے ، لیکن آج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو محمد علی کے اصل کارنامے اور ان کی سیرت اور جذبات سے براہِ راست واقفیت بہت کم ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمدرد اور کامریڈ تو اب نوادر میں شامل اور نایاب ہیں - ان کے مضامین ، مقالات ، خطوط ، تقاریر کے مجموعے بھی دستیاب نہیں اور جب تک کسی شخصیت کی تحریروں کا براہِ راست اور بے واسطہ مطالعے کا موقع نہ ملے ، مطالعہ مکمل نہیں ہوسکتا - آج کی نسل کو مولانا محمد علی کے بارے میں بے واسطہ مطالعے کا موقع نہیں ملا - ان کے مطالعے کا ذریعہ صرف وہ مضامین ہیں جو مختلف حضرات نے وقتاً فوقتاً لکھے اور اخبارات و رسائل میں چھپوائے - چونکہ ہر لکھنے والے کا ایک مسلک سیاسی و مذہبی تھا ، ہر صاحب قلم کا ایک نقطۂ نظر تھا اور گردوپیش کے حالات اور مصالح وقت نے ایک خاص زاویے سے مولانا محمد علی کو دیکھنے اور خاص نقطۂ نظر سے انھیں پیش کرنے پر مجبور کیا تھا - اس لیے محمد علی کی حقیقی شخصیت ، ان کے صحیح افکار ، ان کا ذاتی نقطۂ نظر ہماری نظروں سے اوجھل ہی رہا - تمام دوسری شخصیتوں کی طرح مولانا محمد علی کے مطالعے کا بھی صحیح طریقہ یہ تھا کہ سب سے پہلے ان کی اپنی تحریروں کو مطالعہ کا موضوع بنایا جاتا ،

پھر ان کے گرد و پیش پر نظر ڈالی جاتی اور پھر مختلف علمی اور عملی دائروں میں ان کا مقام متعین کیا جاتا۔ جب تک مولانا مرحوم کی تمام تحریریں کسی شخص کے سامنے نہ ہوں۔ یہ طریق مطالعہ و نظر اختیار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ابوسلمان شاہجہانپوری نے مولانا محمد علی کے بارے میں ہمیں اپنی رائے بتلانے سے پہلے ہمارے سامنے ان کی تحریروں کو رکھا اور پھر ان تحریروں (خطوط) کی روشنی میں ان کی شخصیت، سیرت اور کارناموں پر نظر ڈالی۔ اب اگر کوئی ابوسلمان صاحب کی رائے سے متفق نہ ہو تو اسے اپنے براہِ راست مطالعے کی بنا پر رائے قائم کرنے کا پورا پورا موقع حاصل ہے۔

ابوسلمان شاہجہانپوری قارئین الولی کے لیے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انھوں نے مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبیداللہ سندھی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحریک کے مختلف پہلوؤں اور دیگر علمی و تاریخی موضوعات پر الرحیم اور الولی میں بے شمار مقالے لکھے ہیں۔ وہ حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی کی تحریک و فلسفہ کے معتقد و رہرو ہیں اور اسی واسطے سے وہ علمائے اہلِ حدیث، علمائے دیوبند اور مولانا آزاد و مولانا سندھی سے رشتۂ ارادت رکھتے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر بھی چند خاص مسائل کے سوا اپنے معتقدات اور اندازِ فکر میں علمائے دیوبند سے زیادہ قریب ہیں، خصوصاً حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے تو بہت ہی معتقد و مداح ہیں، اس لیے وہ بھی ابوسلمان صاحب کے مطالعہ و نظر کا موضوع بنے ہیں۔

ابوسلمان شاہجہانپوری کے سامنے مولانا محمد علی سے متعلق کئی کام ہیں۔ ان کے خطوط کی جمع و ترتیب، ان کی تقاریر اور بیانات و خطبات کی تدوین اور مولانا محمد علی کی ایک جامع ببلیوگرافی کی تالیف فی الحال ان کے پیشِ نظر ہے۔ خطوط کی ترتیب و اشاعت کے سلسلے میں "مکتوباتِ رئیس الاحرار" ان کی کوششوں کی پہلی قسط ہے۔ یہ صرف سیاسی خطوط ہیں یا بیشتر خطوط کا موضوع وقت کے سیاسی اور قومی و ملّی مسائل ہیں اور ۱۹۳۰ء تک کی شاید ہی کوئی تحریک اور سیاسی شخصیت اور قومی و ملی مسئلہ ایسا ہو جس کے متعلق اختصار یا تفصیل کے ساتھ مولانا محمد علی کی رائے نہ معلوم ہو جاتی ہو۔

ابوسلمان صاحب نے خطوط پر حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں اور حواشی میں انھوں نے مختلف شخصیات اور مسائل میں تعبیر و تاویل سے کام نہیں لیا بلکہ صرف واقعات اور حقائق کی روشنی میں اس کے مخفی پہلوؤں اور پس منظر کو واضح کر دیا ہے اور حقائق کے اظہار و بیان میں گرد و پیش کے حالات سے ان کا قلم متاثر نہیں ہوا ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ اقبال، مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لعل نہرو وغیرہ کے تذکرے اور لکھنؤ پیکٹ، قائد اعظم کے چودہ نکات، شاردا ایکٹ، ہندو مسلم مسئلے اور جابجا محمد علی کے افکار و آراء پر حواشی میں مرتب کا نقطۂ نظر بالکل تاریخی رہا ہے۔ کتاب میں تقریباً چالیس صفحے کا مقدمہ بھی ہے۔ اس میں نہ صرف خطوط کی ادبی خوبیوں کا جائزہ لیا ہے، اس کی ادبی اور لسانی خامیوں پر بھی قلم اٹھایا ہے مولانا محمد علی کی شخصیت اور سیرت کے محاسن کو بیان کیا ہے تو ان کی سیرت کے کمزور پہلوؤں پر بھی مدلل بحث کی ہے اور خطوط کی تاریخی اور سیاسی اہمیت کو بھی واضح کیا ہے۔

اس طرح یہ مجموعۂ خطوطِ محمد علی نہ صرف اپنے متن (خطوط) کی بنا پر اہمیت رکھتا ہے بلکہ فاضل مرتب کے مقدمہ، حواشی اور سوا سو سے زیادہ رجالِ خطوط کی افادیت، دل کشی اور علمی و فکری حیثیت سے بھی اہمیت کا حامل ہے۔

ساتھ ہی کتابت و طباعت کے حسن و صحت پر بھی خاطر خواہ توجہ دی گئی ہے۔ عمدہ آفسٹ پیپر استعمال کیا گیا ہے اور جلد سازی اور سرورق کی تیاری میں تزئین کا پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ سرورق مولانا محمد علی جوہر کی چار رنگوں کی تصویر سے آراستہ ہے۔

(غلام مصطفیٰ قاسمی نے پاسبان پریس حیدر آباد سے چھپوا کر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سے شائع کیا)